ڈاکٹر اشرف کمال
صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، بھکر

اردو میں مابعد جدیدیت

Dr. Ashraf Kamal
Head Urdu Department,
Government Post Graduate College, Bhakkar

Post Modernism in Urdu Literature

The present era is considered to be a postmodern era with respect to Urdu literature and criticism. Postmodernism is tha replete with mental approch and literary bent of mind in which historical and cultural tendency is of vital importance.
Postmodernism is directly connected with society and societal changes. The postmodernism encompaces all the transitional changes in society and literature occured after the modern era.

موجودہ دور کو اردو ادب وتنقید کے حوالے سے مابعد جدید دور سے موسوم کیا جاتا ہے۔

مابعد جدیدیت ایک ایسے ذہنی رویے اور ادبی مزاج کا نام ہے جس میں تاریخی وثقافتی صورت حال کو اہمیت دی جاتی ہے۔ مابعد جدیدیت تخلیق پر بٹھائے جانے والے پہروں کی کسی بھی شکل کو تسلیم نہیں کرتی۔

مابعد جدیدیت ایک نئی صورت حال بھی ہے اور جدیدیت سے انحراف بھی۔ یہ انحراف ادبی بھی ہے اور نظریاتی بھی۔ جدیدیت کے بعد کے دور کو مابعد جدیدیت کہا جاتا ہے۔ یہ فنکار کے زندگی اور سماج سے آزادانہ جڑنے کا عمل ہے۔(۱)

مابعد جدیدت اور پس ساختیات کو ایک ہی سمجھا جاتا ہے مگر دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ پس ساختیات تھیوری ہے جبکہ مابعد جدیدت صورتحال کا نام ہے۔ مابعد جدیدیت کا تعلق براہ راست معاشرے اور معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہے۔ معاشرتی مسائل، ثقافتی شکست وریخت، انسانوں کے آپس میں رویے سب مابعد جدیدیت کی قلمرو میں آجاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ:

> ''دوسرے جنگ عظیم کے بعد جو نئی ذہنی فضا بننا شروع ہوئی تھی، اس کا بھرپور اظہار لاکاں، آلتھیو سے، فوکو، بارتھ، دریدا، دے لیوز اور گواتری، بادریلا، ہبرماس، اور لیوتار جیسے مفکرین کے یہاں ملتا ہے۔ گلبرٹ ادیر کا کہنا ہے کہ پس ساختیاتی مفکرین اس تبدیلی کے پہلے نقیب

ہیں، یہی وجہ ہے کہ پس ساختیات میں اور مابعد جدیدیت میں حد فاصل قائم نہیں کی جاسکتی۔'' (۲)

مغرب میں جدیدت پہلی جنگ عظیم سے دوسری جنگ عظیم تک مقبول رہی جب کہ ہمارے ہاں جدیت کے آثار ۱۹۶۰ء کے بعد شروع ہوئے۔ سائنس کی ترقی نے انسان کی آنکھوں میں جو خواب سجائے تھے وہ بڑے روشن اور سہانے مستقبل کے نقیب تھے، مگر جنگ عظیم میں ہونے والی تباہیوں نے یہ سب خواب توڑ کر رکھ دیے۔ مسائل حل ہونے کے بجائے زیادہ گھمبیر ہوگئے۔ عقلیت اور عقیدہ بے معنی ہو کر رہ گئے۔ سائنس سے جو ترقی کے خواب وابستہ کیے گئے تھے اس نے خود انسان کو تماشا بنا دیا۔

ٹیری ایگلٹن Terry Eagleton کا خیال ہے جدیدیت دنیا کو جس نگاہ سے دیکھتی رہی اس کی یکسانیت سے اکتا جانے کی وجہ سے مابعد جدید رویہ پیدا ہوا۔۔۔ Charles Jenks کی رائے میں ۱۹۷۲ء میں مابعد جدید رویہ کا آغاز ہوا ہے۔ (۳) بعض لوگوں کے خیال میں ۱۹۶۰ء کے بعد ہی مابعد جدید رویہ سامنے آنے لگا تھا۔

جدیدت کے بارے میں یہ سوچا گیا تھا کہ انسان کے لیے مسرت، خوشی، دنیا کی تسخیر اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا مگر جدیدیت نے ان سب امکانات پر پانی پھیر دیا اور ہر طرف بربادی کا سامان نظر آنے لگا۔ جدیدیت کی زد میں آ کر نظریہ، مذہب، عقیدہ، رنگ و نسل اور قومیت غرض ہر شے الٹ پلٹ ہوگئی۔ جدیدیت نے انسانی وحدت کا نعرہ لگایا تھا مگر انسانی وحدت کا یہ خواب خود انسان کے ہاتھوں انتشار کا شکار ہوگیا۔ دو عالمی جنگوں اور ایٹم بم کی تباہی اور ایٹمی فضلہ کے مضر اثرات نے نسل انسانی اور دنیا کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا اس کی وجہ سے لوگوں کا جدیدیت سے ایمان اٹھنے لگا۔ بقول قمر جمیل:

> ''یورپ اور امریکہ میں فیشن اور اشتہارات کے انداز کے بدلنے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ احساس کے اسٹرکچر میں تبدیلی ہو رہی ہے اور جو تبدیلی ہو رہی ہے اس کے لیے صرف ایک ہی لفظ مناسب ہے اور وہ ہے مابعد جدید۔۔Huyssens نے بھی ۱۹۸۴ء میں مابعد جدید رویہ کے سلسلے میں کہا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں جدیدیت کے خلاف ردعمل شروع ہوگیا ہے۔ جدیدیت کے بطن ہی سے ایک ایسا رویہ پیدا ہو رہا ہے جو جدیدیت کو ختم کر رہا ہے۔ (۴)

اینڈریز ہائسن Andreas Huyssen (پیدائش ۱۹۴۲ء) جو کہ ایک جرمن پروفیسر اور نقاد ہے انس نے اٹھارویں اور بیسویں صدی کے جرمن ادب، عالمی جدیدیت، مابعد جدیدیت اور فرینکفرٹ سکول آف تھاٹ کی تنقیدی تھیوری پر بطور خاص کام کیا ہے۔ اِس کے علاوہ اُس نے ثقافتی اور تاریخی یادداشت، شہری ثقافت اور گلوبلائزیشن کے حوالے سے بھی لکھا ہے۔ (۵)

مابعد جدیدیت ساختیات کے بعد پس ساختیات سے تعلق رکھتی ہے، اور پس ساختیات اور ردتشکیل سے ہوتی ہوئی

سامنے آئی ہے۔نوتاریخیت اور تانیثیت کی تحریک بھی اسی ذہنی اور فکری فضا کے ساتھ سانس لیتی نظر آتی ہے۔

مابعد جدیدیت جو جرمنی میں نطشے، ہسرل اور ہائیڈیگر سے شروع ہوئی، فرانس میں فرانسس، لیوتار، مشل فوکو، رولا ں بارت، ژاک بودریلا، اور دریدا سے ہوتے ہوئے پالدیمان کے ساتھ سفر کرتی امریکی جامعات میں داخل ہوگئی اور پھر امریکی اکادمکس کی تشریحات اور تفہیمات کے حوالے سے مشرق کے ممالک میں بھی بحث کا موضوع بن گئی۔ مابعد جدیدیت کے حلقہ اثر کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فلم سے لے کر فیشن تک، ادب سے لے کر اشتہارات تک، کلچر سے لے کر کومکس تک، ہر شعبہ فکر وفن مابعد جدید ڈسکورس میں شامل ہوگیا کیوں کہ یہ سب متن ہیں اور تمام متن مساوی ہیں لہٰذا کسی کو کسی دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں۔(۶)

جس طرح ساختیات اور پس ساختیات ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ پس ساختیات ساختیات کے بعد ہے اور ساختیات میں پائے جانے والی خامیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے وجود میں آئی اسی طرح مابعد جدیدیت بھی جدیدیت کے بعد ہے۔ جدیدیت مارکسزم اور ترقی پسندی کے ردعمل کے طور پر سامنے آئی تھی۔ اسی طرح مابعد جدیدیت، جدیدیت کی صورت میں پیدا ہونے والی صورت حال کی وجہ سے سامنے آئی۔

ادب میں نئے نئے تجربے کیے جارہے ہیں، علامت اور تجرید کے بعد اب پوپ آرٹ کا رواج عام ہوچلا ہے، پوپ میوزک کے بعد پوپ کہانی نے جنم لیا، زندگی کی بے ہنگم تصویر کی عکاسی کرنا جدیدیت کے بس کی بات نہیں رہی تو مابعد جدید رویہ سامنے آیا۔ جس نے نہ صرف سوچ کا رخ بدل دیا بلکہ لوگوں کے رویوں اور مزاج میں بھی واضح تبدیلی پیدا ہوئی۔ پوپ کہانی حقیقت میں اس پُر ہنگام دور اور مسائل زدہ معاشرے اور مصروف لوگوں کی الجھی ہوئی پیچیدہ زندگی کی عکاس بھی ہیں اور ضرورت بھی۔ بقول ڈاکٹر رضیہ اسماعیل پوپ میوزک سے پہلے ہی امریکن لٹریچر میں پوپ اسٹوری بے حد مقبول ہوچکی تھی۔(۷)

مابعد جدیدت زیادہ تر توجہ فلسفیانہ مسائل پر دیتی ہے۔ اس میں ادب کی تھیوری کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

مابعد جدیدیت انسان دوستی کو شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے کہ یہ ایک واہمہ ہے۔(۸)

مابعد جدیدیت ذہنی رویوں کا نام ہے جو تاریخی اور ثقافتی صورت حال سے پیدا ہوتے ہیں۔ مابعد جدیدیت جس کی بنیاد تخلیق کی آزادی پر رکھی گئی ہے اور تخلیق میں مسلط کیے گئے معنی کو رد کرنا ہے۔ یہ معنی پر کسی قسم کے بٹھائے گئے پہروں کو تسلیم نہیں کرتی۔

> ''مابعد جدیدیت آفاقی قدروں اور اصولوں کے بجائے مقامی، تہذیبی اور ثقافتی قدروں کی بازیافت بھی ہے۔ مابعد جدیدیت میں قدیم قصے، کہانیوں، داستانوں اور دیومالا کی معنویت زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ زندگی کا ہر معنی معاشرت اور ثقافت سے صورت پذیر ہوتا ہے۔ حوالہ خواہ تلمیح کا ہو، اپنی زمین سے وابستگی یا کہاوتوں اور دیومالائی قصوں کا۔ ان سب کو ماضی کی بازیافت ہی کہا جائے

گا۔(۹)

مابعد جدیدیت دراصل معاصر حقیقت کی صورت گری ہے وہ ادب جو جدیدیت کے بعد لکھا گیا۔ یہ تخلیقی ادب اور نظریہ سازی دونوں پر محیط ہے۔ ابتداء میں اس کا اطلاق ان امریکی ناولوں اور کہانیوں پر کیا گیا جو ۱۹۲۰ء کے بعد شائع ہوئیں جن میں نئی روایات کا آغاز کیا گیا۔ نظریاتی اعتبار سے مابعد جدید تنقیدی رویے نے حقیقت پسندی کے مسلک کو شک کی نظر سے دیکھا اور ان کے ان دعووں کو مشکوک کر دیا کہ وہ ادبی متن میں حقیقت کی عکاسی کر سکتے ہیں۔ مابعد جدیدیت کی نظریاتی بنیادیں فرانسواں لیوتارد، فریڈرک جیمسن اور ژاں بودریلارد کی تحریروں نے فراہم کیں اور حقیقت کے تصور اور تعبیر میں واقع ہونے والی باطنی تبدیلی کی جانب بامعنی اشارے کیے اور نئی ثقافتی اور ادبی کثرت کا فہم و ادراک کیا۔ مابعد جدید انداز فکر ادبی متن کی معنی آفرینی اور اس کے تسلسل کو بڑی اہمیت دیتا ہے یعنی متن کو معنی کی وحدت کے جبر سے نجات دیتا ہے بلکہ متن کو آزاد کر دیتا ہے خاص طور پر اس معنویت سے جو مصنف سے منسوب کی جاتی ہے۔ متن کے دروازے پر ہر لحہ نئے معانی دستک دیتے رہتے ہیں لیکن دروازہ کھلتا کبھی نہیں۔ قرأت کوئی معصومانہ فعل نہیں۔ یہ متن کے حصار کو توڑنے کا عمل ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ متن تو آزاد ہے اس نے بارِ معانی قاری کے کندھوں پر ڈال دیا ہے۔ قاری متن تک ضرور پہنچتا ہے لیکن اپنی معنویت کے بوجھ سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہوتا۔ جس معنی کے ساتھ وہ متن تک پہنچتا ہے اسی معنی کے ساتھ اسے واپس لوٹنا پڑتا ہے۔(۱۰)

ساسر نے زبان میں چیزوں کے مختلف نشان قائم کرنے کے سلسلے میں افتراق کی بات کی تھی، کہ زبان میں افتراق ہی افتراق ہے وحدت نہیں ہے۔ جب وحدت نہیں تو کسی بھی لفظ یا متن کے معنی متعین نہیں، متن کے معنی اور لفظ اور معنی میں وحدت نہ ہونے کی وجہ سے دریدا کو ردتشکیل کا نظریہ پیش کرنے میں آسانی ہوئی۔ ردتشکیل کا نظریہ آگے جا کر مابعد جدیدیت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

مابعد جدیدیت کثیر معنیات کا مفہوم رکھتی ہے۔ اور تخلیقیت سے بھرپور ہے۔ اس میں قاری اور متن کے درمیان تخلیقی تعلق پایا جاتا ہے۔ یہ یک طرفہ نہیں ہے بلکہ فن کی تمام جہتوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ نئے دور، نئی سوچ، نئی فکر، نئے عہد اور نئے ماحول کی تناظر میں نئے انسان کو تلاش کرتی ہے۔ اس میں سمجھوتہ اور مصلحت کے بجائے چیزوں کو شعوری طور پر سمجھنے کی بات کی جاتی ہے۔ یعنی مابعد جدیدیت نئے دور کے حوالے سے نئی تخلیقی صلاحیت اور تخلیقی فکر سے معمور ہے اور نئی بصیرتوں سے بھرپور ہے۔ یہ ساخت سے ہٹ کر ادب کو ثقافت کے حوالے سے اس کی ماہئیت، نوعیت اور اس کے جواز کے بارے میں بات کرتی ہے۔

شعری متن کو مابعد جدید اسی صورت میں قرار دیا جا سکتا ہے جب مابعد جدید تصورات میں اساسی اور مرکزی اہمیت رکھنے والی ثقافت کو متن کی روح رواں کی حیثیت حاصل ہو۔(۱۱)

یعنی ثقافت دراصل مابعد جدیدیت کی روح ہے۔ اور ثقافتی حوالے سے کوڈز کو ادب اور زبان کے ذریعے بیان کرنا

مابعد جدیدیت کا خاصہ ہے۔ثقافتی تشخص اور معنی میں پوشیدہ مختلف مفاہیم ،قرات کے مختلف انداز اور قاری کا ادب پارے سے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے تخلیقی آزادی نے تنقیدی اور فکری حوالے سے مباحث کی کئی گرہوں کو کھولا ہے۔گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

> جدیدیت نے زندگی اور سماج پر جولعنت بھیجی تھی اور بیگانگی، تنہائی، احساس شکست ، بے تعلقی اور لایعنیت کے جس فلسفے پر اصرار کیا تھا وہ بڑی حد تک مغرب کی اترن تھا اور اس کا ہمارے تہذیبی حالات سے کوئی سچا رشتہ نہیں تھا ۔یہ منفی ایجنڈا تخلیقی اعتبار سے بے اثر ہو کر زائل ہو چکا ۔۔۔جدیدیت کا ادبی قدر پر زور دینا برحق تھا لیکن بعد میں ادبی قدر کے نام پر ابہام واہمال ،رعایت لفظی اور استعارے اور علامت پر جس طرح بالذات طور پر اصرار کیا گیا جس طرح ہئیتی اوزار مقصود بالذات قرار پائے اور معنی آفرینی اور تازہ کاری کو نقصان پہنچا اس کے خلاف ردعمل عام ہے۔(۱۲)

مابعد جدیدیت وحدانیت کے نہ ہونے کی بات کرتی ہے اور تکثیریت کی جانب مائل ہے۔ثقافت اس میں مرکزی کردار رکھتی ہے۔وہاب اشرفی لکھتے ہیں:

> اب مابعد جدیدیت کے ہمنواؤں کو کوئی یوٹوپیا تیار نہیں کرنا ہے، ہاں جوان کی ذمہ داریاں ہیں ان کے سلسلے میں عمل پیرا ہونا ہے، کسی تعطل یا التوا کے بغیر، یہی ان کے لیے کارمشکل بھی ہے۔لیکن اس کارمشکل کو سرانجام دینا بھی ہے۔۔۔ ہر زمانے میں اپنے زمانے کی ثقافت سچائیاں وضع کرتی رہی ہے، اس لیے کسی ایک سچائی کو ہر زمانے کے لیے ٹھیک باور کرنا درست نہیں ، اعتقادات میں اختلافات کی وجہ یہی ہے۔''(۱۳)

ثقافت فنون لطیفہ کو جنم دیتی ہے، ثقافت اور فن کا تعلق مخصوص دور اور تاریخ کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔کسی بھی زبان کے شعروادب کو اس کی ثقافت اور تاریخ سے الگ کر کے نہیں دیکھ سکتے ۔مابعد جدیدیت میں لامرکزیت کی وجہ سے بڑی ثقافتوں کے بجائے چھوٹی چھوٹی علاقائی ثقافتیں بھی فکروفن میں بھر پور اور فعال کردار ادا کرتی ہیں ۔ بڑے ڈسکورس کی بجائے چھوٹے چھوٹے ڈسکورس کو اہمیت دی جاتی ہے۔جدیدیت اور مابعد جدیدیت کی بات کرتے ہوئے دیوندر اسر لکھتے ہیں:

> ''جدیدیت نے مذہب کے بجائے عقلیت ، برادری کے بجائے انفرادیت، روحانیت کے بجائے مادیت، مابعد طبیعات کے بجائے سائنس وترقی کو ترجیح دی جبکہ مابعد جدیدیت نے تاریخ اور سماجیات کے بجائے ثقافتی مطالعات کو زیادہ اہم قرار دیا۔ادب ثقافت ڈسکورس سے متعلق ہے اور اس سے وابستہ سوالات ،جڑوں کی تلاش، ماضی کی بازیافت اور نسلی اور قبائلی تہذیبیں اکثر بحث کے

مرکز میں آ گئے ہیں۔(۱۴)

آزاد تخلیقیت جس پرنئی پیڑھی زور دیتی ہے اس کا دوسرا نام مابعد جدیدیت ہے اس اعتبار سے مابعد جدیدیت کی راہ ترقی پسندی اور جدیدیت دونوں سے الگ ہے کہ مابعد جدیدیت کسی سکہ بند نظریے کو نہیں مانتی لیکن آزادانہ آئیڈیالوجی کے تخلیقی تفاعل کی منکر بھی نہیں۔ترقی پسندی اور جدیدیت کے بعد کے (یعنی مابعد جدید) ادب کی سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس میں سماجی سروکار را کھرا اور سطحی نہیں کیونکہ وہ کسی پارٹی مینی فیسٹو کا محتاج نہیں بلکہ فنکار کی تخلیقی بصیرت کا پروردہ ہے۔(۱۵)

اکیسویں صدی میں جہاں انسان کمپیوٹر کی دنیا میں بہت آگے نکل گیا ہے وہاں اسے اسی قدر زیادہ گھمبیر مسائل کا سامنا ہے جن کا مقابلہ شاید ابھی تک وہ نہیں کر پایا، مگر ایک بات ہے کہ آئندہ کے لیے ادب کے ذریعے پوری دنیا کے انسانوں کو ایک عالمی رشتے میں پرو کر ان مسائل سے بچنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔نظام صدیقی لکھتے ہیں:

> ''اکیسویں صدی میں بیک وقت ایک نئے عالم کاری کے بیانیہ(Global Narrative) اور دہشت گردی کے خلاف عالم کار مہم کے اس نئے منظر نامہ کے ساتھ مغربی مابعد جدید فکریات اور اس سے منسلک کلچرل تھیوری کے مفروضات کے خاتمہ کا وقت بھی آن پہنچا ہے۔تھیوری، مہا بیانیہ(Meta Narrative) کے خاتمہ کا پہلے ہی اعلان کر چکی ہے۔تھیوری کے تخلیقی رخ، نئے عہد(New-Eon) کی نت نئی تھیوری کی پشت پر بھی ایک نئی جمالیاتی اور اقداری آگہی وبیا کی کارفرما ہے۔۔نئے عہد کی تخلیقیت افروز تھیوری نے علم وآگہی کا پیش منظر(Fore-Ground of New Knowledge) ہے کو مزید زندگی افزا،فن افزا اور نو امکان افزا ہے۔''(۱۶)

بیسویں صدی میں مصنف کی موت کا اعلان کیا گیا تو تنقید کا رخ ہی بدل گیا کیونکہ پہلے تنقید میں مصنف اور اس کی سوانح کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔مگر اس کے بعد قاری کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔حقانی القاسمی لکھتے ہیں:

> ''مغرب میں موت کے اعلانات عام ہو چکے ہیں۔وفیات کی فہرست بڑھتی جا رہی ہے۔نطشے نے خدا کی موت کا اعلان کیا تھا تو مایاکوفسکی نے تاریخ کی موت کا اعلان کر دیا۔انسان، تہذیب اور مذہب کی موت کا بھی اعلان کیا جا چکا ہے خود نظریہ ساز بھی اپنے پرانے مؤقف سے منحرف ہوتے جا رہے ہیں۔اپنے پرانے نظریات سے رجوع کر رہے ہیں۔۔ایسے میں سوال اٹھتا ہے کہ پھر ادبی مطالعات اور متون کی تفہیم وتعبیر کا کیا زاویہ ہوگا جبکہ تھیوری کو مطالعات میں مرکزی حیثیت دے دی گئی ہے۔اسی سے جڑا یہ سوال بھی ہے کہ کیا تھیوری کے بغیر اچھی تنقید نہیں لکھی جا سکتی (۱۷)

ہمارے ہاں اس وقت کئی تنقیدی رویے موجود ہیں جن میں روایتی تنقید، ترقی پسند تنقید، جدید تنقید اور مابعد جدید تنقید قابل

ذکر ہیں۔اس کے ساتھ نوآبادیاتی تنقید، تانیثی تنقید کے رویے بھی موجود ہیں اور سب سے بڑھ کر تہذیب وثقافت سے تشکیل پانے والی تنقید۔ مابعد جدیدیت مصنف کی منشا کی تردید کرتی ہے اور معنی کی وحدت کے خلاف ہے۔اور ثقافتی سرچشموں سے فیض یاب ہوتی نظر آتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان جتنی بھی بھاگ دوڑ کرلے اپنے ماضی، اپنی ماحول اور اپنی تہذیب وثقافت سے فرار حاصل نہیں کرسکتا، اس کی تحریر میں لفظوں میں اس کی ثقافتی شیرینی ضرور گھلی ہوئی ملے گی۔ کیونکہ ہر فرد کسی نہ کسی سماج سے رشتہ رکھتا ہے اور یہ رشتہ اس کی شخصیت اور اس کی زبان پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔اور یہی ثقافت اور زبان آگے جاکر ادب کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔

مابعد جدیدیت کا ایک اہم وصف ماضی کے ساتھ رشتہ استوار رکھنا بھی ہے۔(۱۸)

ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ ادب فلاں نظریے کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے یا ادب کسی نظریے کا محتاج ہے۔ ادب تو معاشرے اور فرد کی باہمی یگانگت یا کشمکش کی وجہ سے وجود میں آتا ہے، رویے اور مزاج بھی اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں، لیکن اس ادب کی جانچ پرکھ کے لیے اس وقت کے نظریاتی تنقیدی سانچوں کو سامنے رکھ کر اس کی تفہیم کی کوشش کی جاتی ہے اور اس میں سے اپنے مطلب یا اپنی متعلقہ تھیوری کے حوالے سے چیزیں تلاش کی جاتی ہیں۔ہم جب کسی ادب کو سوچ سمجھ کر اور جانتے بوجھتے کسی تھیوری کے تابع ہوکر تخلیق کرنیکی کوشش کریں گے تو اس میں لازمی بات ہے کہ مصنوعی پن کہیں نہ کہیں ضرور اپنی جھلک دکھائے گا۔

مابعد جدید نقاد یا تخلیق کار اس فلاسفر کی پوزیشن میں ہوتا ہے، جو وہ متن لکھتا ہے، جو وہ کام کرتا ہے، اس اصول کے تحت نہیں ہوتا جو کہ بطور اصول پہلے سے متعین ہوں اور اسے اس انداز میں تجزیہ نہیں کیا جاسکتا جس طرح کہ عام انداز یا عام متن کے لیے ہوتا ہے۔اصول اور کیٹگری دراصل اس لیے ہوتے ہیں کہ کام یا تخلیق کس نوعیت کی ہے۔ادیب اور تخلیق کار اصولوں اور ضابطوں کے بغیر کام کرتا ہے اور کام سے ہی وہ اصول اور ضابطے بھی بناتا چلا جاتا ہے کہ کس طرح اس نے لکھنا ہے یا ادب تخلیق کرنا ہے۔(۱۹) یعنی جو بھی کچھ نیا لکھا جائے گا وہ نئے انداز اور نئے اصول وقوانین کے تحت ہوگا، یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر متن خود اپنا جواز پیش کرے گا۔

جدید زندگی میں پوسٹ ماڈرن رائٹر کا لکھا ہوا متن کبھی بھی پہلے سے طے شدہ یا پہلے سے بنائے گئے اصولوں کے مطابق نہیں ہوتا۔(۲۰)

ڈاکٹر وزیر آغا کے بقول مابعد جدیدیت کے تصور نے مغرب کے بعض حلقوں میں کریز (Craze) پیدا کیا ہے۔لہٰذا وہ مابعد جدیدیت کی صورتحال کو کو انسان دوستی، اقدار کی بقا، اور منظّم علم کے حصول کی وجہ سے سپر ساختیات، سپر جدیدیت یا امتزاجیت کا نام دینے کے حق میں ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

> ''اسے super structurelism یا super Modernism یا امتزاجی میلان کا نام دیں تو
> بہتر ہے جو ذہنی آزادی کی فضا میں کسی آئیڈیالوجی کے تابع ہوئے بغیر ایک ایسے منظر نامے کی عکاسی

کرتا ہے جو دائرہ در دائرہ پھیل رہا ہے۔یعنی ایک ایسے فریم ورک کا عکاس ہے جسے فوکو نے Episteme کا نام دیا تھا۔(۲۱)

ویدانت اور تصوف نے نظر آنے والی حقیقت کو ''مایا'' یا ''فریب نظر'' قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اصل حقیقت ازلی وابدی ہے تقسیم اور تفریق سے ماورا ہے اور یکتائی اور وحدت کی علمبردار ہے۔دوسری طرف مابعد جدیدیت (بالخصوص دریدا) نے ازلی وابدی حقیقت سے انکار کیا مرکزیت کے تصور کو مسترد کیا اور اسے اصل حقیقت جانا جسے مایا فریب نظر کہا گیا تھا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ ایک گورکھ دھندا ہے۔.....ایک ایسا بے مقصد، بے سمت اور لامتناہی آزاد کھیل ہے جس میں معنی ہمہ وقت ملتوی ہو رہا ہے۔(۲۲)

رولاں بارتھ مابعد جدیدیت کے حوالے سے ایک اہم نام ہے جس نے تنقید پر کام کیا، ادب کے کردار کو اجاگر کیا، اس نے طاقت، حکومت اور معاشرتی ڈسکورس کے حوالے سے جو خیالات پیش کیے وہ مابعد جدید تھیوری میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

> ''اب یہ کہا جانے لگا کہ معنی کی حیثیت حتمی نہیں ہوسکتی۔معنی ہمیشہ آزاد کھیل ہی میں ظاہر ہوتا ہے (معاشرتی سطح پر یہ آزاد کھیل کیسے ممکن ہوتا ہے۔اس کی کوئی وضاحت نہیں)۔یقین کامل پاگل پن ہے، مابعد جدیدیت یقین کو غیر یقینی میں بدلنے کی کوشش کرتی ہے۔مابعد جدیدیت میں عدم تعین کا اصول کارفرما ہے۔''(۲۳)

اگر ہم مابعد جدیدیت کی روح کو دیکھیں تو اس میں کسی بھی چیز کا تعین نہیں ہے، نہ یہ کہ عوام یا معاشرہ طاقت یا حکومت میں کس طرح شریک ہوسکتی ہے، سماجی گروہ کس طرح اپنی طاقت کو منوا سکتے ہیں۔وسائل، اقتدار اور سیاست پر قابض لوگ کس طرح عام لوگوں کے لیے جگہ اور وسائل کو خالی کرسکتے ہیں۔کیا اس کے لیے مزاحمت کرنی پڑے گی یا اصلاحات؟ ایسے بہت سے سوالات ہیں جنھیں مابعد جدیدیت نے جنم دیا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد سائنس، ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی ترقی نے معاشرے کی صورت حال کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔جس کی وجہ سے آج دنیا گلوبل ولیج کی حیثیت اختیار کرگئی ہے۔پہلے علم اور خبر بہت دیر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچتے تھے، ایک تھیوری دوسرے ملک میں جاتے جاتے پرانی اور متروک ہوچکی ہوتی تھی مگر اب کمپیوٹر اور کمپیوٹر پروگرامنگ نے ساری صورت حال کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے، دنیا کے ایک کونے میں ہونے والے واقعے کی گونج دوسرے ہی لمحے دنیا کے دوسرے کونے میں سنی جاسکتی ہے۔اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ بیسویں صدی دراصل زبان کے محور و مرکز کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔

بیسویں صدی سیاسی، تاریخی اور نظریاتی حوالے سے کئی ہنگاموں سے عبارت رہی۔جدیدیت سے مابعد جدیدیت تک کے سفر میں پورا عالمی منظرنامہ تبدیل ہو کے رہ گیا ہے۔ڈاکٹر مولا بخش لکھتے ہیں:

''تاریخ، اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے ٹکراؤ کا نام تھا جس میں بالآخر جیت سرمایہ دارانہ نظام ہی کی ہوگئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ فی زمانہ تہذیبی شعور کچھ اس طرح بیدار ہوا ہے کہ گلوبلائزیشن کا نعرہ بھی فرسودہ اور از کار رفتہ معلوم ہونے لگا ہے۔ عالمی گاؤں کی جگہ ہر گاؤں ہر مقام پر اپنے تہذیبی ورثے کی حفاظت کا شعور جاگ اٹھا ہے۔ دنیا کے پس ماندہ، دلت نیز عورت ذات سابقہ مہابیانیوں یعنی تصورات، شعریات، سماج اور ادب کے فرسودہ اصولوں کو رد کرتے ہوئے اپنی بوطیقا خود مرتب کرنے کی سمت میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔'' (۲۴)

زبان جسے پہلے صرف باہمی بول چال اور تحصیل علم اور ادب کے حوالے سے ضروری سمجھا جاتا تھا اب کمپیوٹر کے پروگرام میں آ کر اس کا کردار اور بھی زیادہ اساسی ہوگیا ہے۔ کیونکہ کمپیوٹر کا تمام تر دارو مدار زبان ہی پر ہے۔ مابعد جدید دور دراصل کمپیوٹر کے اس دور میں داخل ہو چکا ہے جہاں کچھ بھی کسی بھی وقت آناً فاناً اور اچانک وقوع پذیر ہو سکتا ہے، کسی بھی چھوٹی سے بڑی تبدیلی کے لیے انسان کو خود کو تیار رکھنا پڑتا ہے کہ کب اور کہاں اور کس وقت حالات اور واقعات کیا کروٹ لے لیں۔ اب ادب اور زبان، علم اور خبر کا وہ حصہ جو کمپیوٹر کی حدود میں نہیں آسکے گا محفوظ نہیں رہے گا، جو زبان کمپیوٹر کی زبان سے ہم آہنگ نہیں ہوگی ختم ہو جائے گی، جو معاشرہ خود کو کمپیوٹر کی رفتار سے ہونے والی تبدیلیوں کے لیے ساز گار نہیں بنائے گا کرائسس کی زد میں آ کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔

اب میڈیا کو، زبان کو بطور ذریعہ یا آلہ کے بطور ہتھیار کے استعمال عام ہونے لگا ہے۔ اب حقیقت وہ نہیں ہوگی جو کہ ہے بلکہ حقیقت وہ سمجھی جائے گی جو کہ بتائی جا رہی ہے۔ مابعد جدید دور ٹھہراؤ کا دور نہیں ہے بلکہ مسلسل اور ہمہ وقت تبدیلیوں کا دور ہے۔ اس میں وہی ادب زندگی پائے گا جو کہ تیز رفتاری سے اپنے دور اور اس کے تقاضوں کے ساتھ خود اپنی ایڈجسٹ منٹ کر سکے گا۔

حواشی

۱۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، جدیدیت کے بعد، نئی دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵ء، ص ۳۰

۲۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، جدیدیت کے بعد، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۱۲

۳۔ قمر جمیل، جدید ادب کی سرحدیں، جلد دوم، ص ۶۸

۴۔ ایضاً، ص ۷۳

۵۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Andreas_Huyssen

۶۔ مابعد جدیدیت مشرق اور مغرب میں مکالمہ از دیوندر اسر مشمولہ مابعد جدیدیت۔ اطلاقی جہات مرتبہ ناصر عباس نیر، لاہور، مغربی پاکستان اکیڈمی، ص ۴۲

۷۔ محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،تاریخ اصناف نظم ونثر،کراچی،رنگ ادب،۲۰۱۵ء،ص ۳۴۳

۸۔ ناصر عباس نیر،جدیدیت سے پس جدیدیت تک،ملتان،کاروان ادب،۲۰۰۰ء،ص ۶۴

۹۔ مابعد جدیدیت اور کلاسیکی اردو شاعری کا نیا تناظر از وہاب اشرفی مشمولہ اطلاقی تنقید۔نئے تناظر،لاہور سنگ میل پبلیکیشنز،۲۰۰۸ء،ص ۲۶

۱۰۔ ضمیر علی بدایونی،جدیدیت اور مابعد جدیدیت،کراچی،اختر مطبوعات،۱۹۹۹ء،ص ۳۶۵

۱۱۔ دانیال طریر،معاصر تھیوری اور تعین قدر،کوئٹہ،مہردر انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلیکیشنز،۲۰۱۲ء،ص ۱۱۸

۱۲۔ گوپی چند نارنگ،کیا آگے راستہ بند ہے؟مشمولہ ادبی تھیوری،شعریات اور گوپی چند نارنگ،مرتبہ مشتاق صدف دہلی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۱۴ء،ص ۲۹،۳۰

۱۳۔ وہاب اشرفی،مابعد جدیدیت،مشمولہ ادب کا بدلتا منظر نامہ،اردو مابعد جدیدیت پر مکالمہ،ص ۹۹

۱۴۔ دیوندر اسر،مابعد جدیدیت مشرق اور مغرب میں مکالمہ،مشمولہ،اردو مابعد جدیدیت پر مکالمہ،مرتبہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ،لاہور،سنگ میل پبلیکیشنز،۲۰۱۱ء،ص ۱۱۳

۱۵۔ کیا آگے راستہ بند ہے؟مشمولہ ادبی تھیوری،شعریات اور گوپی چند نارنگ،ص ۳۵

۱۶۔ نظام صدیقی،نئی تھیوری کا رخ مشمولہ ادبی تھیوری،شعریات اور گوپی چند نارنگ،ص ۶۰

۱۷۔ حقانی القاسمی،مابعد جدیدیت کی مغربی اساس مشمولہ ادبی تھیوری،شعریات اور گوپی چند نارنگ مرتبہ مشتاق صدف،ص ۱۱۸،۱۱۹

۱۸۔ Akbar S. Ahmad, Postmodernism and Islam, Routledge U.K.1992, p:17

۱۹۔ Postmodernist Features in Graham Swift.s Last Orders, Journal of Language Teaching and Research, Vol. 4, No. 3, pp. 611-617, May 2013, ACADEMY PUBLISHER Manufactured in Finland, page: 613

Orignal Text :Lyotard (1984) has asserted that:

The postmodern artist or writer is in the position of a philosopher, the text he writes, the work he produces are not in principle governed by pre-established rules and cannot be judged according to a determining judgment, by applying familiar categories to the text or to the work. Those rules and categories are what the work of art is looking for. The artist and the writer, then, are working without rules in order to formulate the rules of what will have been done.

۲۰۔ Postmodernist Features in Graham Swift.s Last Orders, Journal of Language Teaching and Research, Vol. 4, No. 3, pp. 611-617, May 2013,ACADEMY PUBLISHER Manufactured in Finland, page: 613

Orignal Text:

The verbalized chaotic nature of modern life in texts written by a postmodern writer or works produced by a postmodern artist "is not governed by pre-established rules" (Lyotard, 1984, p. 81).

۲۱۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقیدی تھیوری کے سو سال، لاہور، سانجھ، ۲۰۱۲ء، ص ۱۶۲

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۵۷، ۱۵۸

۲۳۔ عمران شاہد بھنڈر، فلسفہ مابعد جدیدیت تنقیدی مطالعہ، لاہور صادق پبلیکیشنز، ص ۱۰۹

۲۴۔ مولا بخش، ڈاکٹر، جدید ادبی تھیوری اور گوپی چند نارنگ، لاہور سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۹ء، ص ۵۰، ۵۱